نذرِ سلطان

(قطعات و رباعیات)

پیشکش بارگاہِ جمجاہ حضرت خداوندِ نعمت پیر و مرشد

جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلیحضرت سکندر شوکت

حضور پُرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر

سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

گذرانیدۂ جان نثارِ موروثی کشن پرشاد شاد یمین السلطنۃ
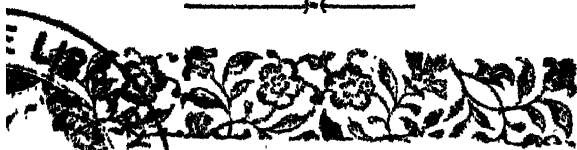
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ تہنیت تخت نشینی اعلیحضرت سکندر شوکت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

سلامت ہیں میرے آقا الٰہی — بقا جنکے دم سے ہی ملک دکن کی

وہ آقا جو ہیں مسند آرائے دولت — شہ ذی فتوت مہ کامگاری

سعیدِ جہان میر عثمان علیخان ہا | امیرون کے سلطان غریبون کے والی
ہوے جلوہ آرا جو تختِ پدر پر | تو سب نے کہا جان مین جان آئی
یہی شاہِ محبوب کے جانشین ہین | اِنہین سے ہے خستہ دلون کی تسلی
یہی مرہمِ زخمِ بیچارگان ہین | انہین سے شفا دردمندون کو ہوگی
خدا کے کرم سے ہے امید ہمکو | کہ یہ نونہالِ گلستانِ شاہی
اب و جد کے نعم البدل ہونگے ثابت | رہیگا جہان ہو کے انکا فدائی
رعایا کے دل کو مسخر کرینگے | بصد دلنوازی بصد چارہ سازی
خلائق کے محبوب ہو کر رہینگے | پدر کی طرح سے بتائیدِ باری
ہوا خواہ خرم ہون بدخواہ پرغم | بڑھے عمر اقبال مین ہو ترقی

یہ تاریخ دے نذر اے شاد چلکر

مبارک ہو سرکار مسند نشینی
۲۹ ہجری ۱۳

قطعۂ تہنیتِ تخت نشینی

حیدرآباد دکن ہو گیا پھر رشکِ چمن — میر عثمان علیخان ہوے سلطانِ دکن

پھر بہار آگئی اٹھلاتی ہوئی گلشن میں — آصفی شمع ہوئی شکرِ خدا پھر روشن

گرچہ پھیرا تھا مقدر کو فلک نے سبکے — فضلِ معبود سے پھر رام ہوا چرخِ کہن

مثلِ غنچے کے تھی مرجھائے ہوئے دل سبکے — از سرِ نو تر و تازہ ہوا ہر ایک چمن

ہو مبارک تمھیں یہ سلطنتِ ملکِ دکن — بکرماجیت کو جسطرح ہوا سنگھاسن

تمکو الفت ہو رعایا کی تمھین چاہے وہ | تمھین اللہ کرے محبوب رعایائے دکن
رائج اوقت محبت کا یہ سکّہ ہو جائے | ہو زمانے کے دلون پر یہی سکّے کا چلن
عدل اور داد کی حال ہو اصل حکومت شاہا | ہو چراغ کرم وجود و سخاوت روشن
خلق اور حلم و مروت کا اثر ہو ایسا | موم بنجائے اگر ہاتھ مین آئے آہن
سبکی امید ہو تم سبکو ہو تم سے امید | اپنا ہو غیر ہو احباب ہون یا ہون دشمن
عقل و تدبیر ہین دونون مشیر شاہی | اور ذکاوت کی فراست کی ہون شمعین روشن
گرچہ ہین ساری صفات آپ مین لیکن ہو دعا | یہ صفات اور ترقی کرین خلاقِ زمن
میرے مولا مری آصف کی دعا جبکہ ہوئی | میر عثمان علیخان کا ملا پھر دامن
خوف کیا شاد مجھے جبکہ ہے فضل رحمن | آتش رشک مین جلتی ہین جلین سب دشمن

قطعۂ تہنیتِ تخت نشینی

تخت اور تاج مبارک ہو تمھین بسم اللہ　　میر عثمان علیخانِ بہادر ذیجاہ

تم ہو محبوب کے محبوب کے پیارے فرزند　　کہتی ہے خلقِ خدا ملکِ دکن کا تمھین شاہ

حسن مین صورت و سیرت مین ہو تم لاثانی　　نظرِ بد سے بچائے رہے تمکو اللہ

سب رعایا کے دلون پر ہے سکہ جاری　　سب کہین عدل مین کسریٰ تمھین اے عالیجاہ

رحم مین آیۂ رحمت تمھین مخلوق کہے　　دوست دشمن سبھی پہ مرے شاہ کرم کی ہو نگاہ

مستمندونکی جو حاجات برآری کیجے   کام سب آپکے بنجائینگے حسب دلخواہ

خیرخواہ آپکے دل شاد رہین عالم مین

اور بدخواہ جو ہین وہ رہین باحالِ تباہ

رباعیات

بتقریب رونق افروزیِ حضرت خداوندِ نعمت
پیر و مرشد جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی
اعلیحضرت قدر قدرت حضور پر نور بندگانِ
عالی متعالی نواب میر عثمان علیخان
بہادر سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ
وسلطنتہٗ

رباعی

آصف کی جدائی کا یہ ہم کو غم تھا
ہر روز گھر میں بپا ماتم تھا
آئے جو حضور کلبۂ احزان میں
پیدا دل مجروح کا یہ مرہم تھا

رباعی

جب سب کا جو وقت نزع پہ یاد آیا

پھر آج کا انداز بسر یاد آیا

بندہ ہو مرے سرکار میں ان کو واللہ

آصف کا نمک جتا کے مر یاد آیا

رباعی

حضرت کے قدوم سے یہ اعزاز ہوا
فدوی نظر خلق میں ممتاز ہوا
ہوتی یہ جبیں سرافراز ابھی ممکن تھا
سرکار کے قدموں سے سرافراز ہوا

رباعی

سلطانِ دکن آج جو ہیں شاہانِ امرا
جنت کا حسین کب ہے باخرانِ امرا
کیا شانِ کرم آصفِ سابع کی ہے شایاں
ہیں او صفت شاہان وہ سلیمانِ امرا

رباعی

رباعی
یارب یہ سرکار ہمیشہ آباد
یارب یہ سرکار ہمیشہ دلشاد
کیا شان کریمی ہے تصدق جاؤں
یہ کار جہاں اور کہاں کلبہ بنیاد

رباعی

صد حیف گزر گیا ہے وہ بندہ نواز
محمود سے گزشتہ ہو ہے تشنہ ایاز

ہر وقت نکلتی ہے یہی دل سے دعا
حضرت کا ہو اقبال فزوں عمر دراز

رباعی

یہ جب سے غم ہجر تھا الم سوز و گداز
سمجھا تھا نہیں کسی کو ہمراز و دمساز
عثمان علیخان نے جلایا مجھکو
یہ لطف و کرم نہیں کرامت ہے اعجاز

رباعی

اس گلشن میں جو حضرت قدرت آئے ہیں
ہمراہ لیے جاہ و حشم آئے ہیں
کہتے ہیں یہی شادی سے نغمہ انداز
اعزاز بڑھانے ترا ہم آئے ہیں

رباعی

آئے ہیں قدم شاہ کے اللہ اللہ

وہ شاہ جو ہے ناصر خدا خلق پناہ

صد شکر کہ ہیں شاہ دکن کے گھر جلوہ فروز

عثمان علیخان بہادر جمجاہ

رباعی

وہ شاہ جو ہے ذی حشم و فرزانہ
ہے جلوہ فزا آثار سب شاہانہ
بیجا نہیں گر کہیں یہ ہوں آج جو ہوں
عشرتکدہ شاد ہے دولت خانہ

رباعی

اعلیحضرت کی جب سواری آئی

کس شور سے ہوا بادِ بہاری آئی

اس شان پہ سو جان سے قربان بسنت

گویا بہار گھر سے جیت ہاری آئی

رباعی
ہر کار کے جلوے سے مکان روشن ہے
ہے مطلع آفتاب جو روزن ہے
رکھیں ہیں جو اے شاہ قدم حضرت نے
اس گھر کی زمین چپہ چپہ خشتاں زن ہے

رباعی

تو عیب چھپالی مری شتابا تو نے
قطرے سے کیا گوہر یکتا تو نے
خاطر سے کیا دور کینہ غیر کا
کیا کچھ نہ دیا ہے مرے آقا تو نے

رباعی

اقبال ترا ہے عمر تیری نام ترا ہے

ہر روز ترا ہے سحر و شام ترا ہے

بڑھ بڑھ کے دل ثنا و دعا دیتا ہے

دولت ترا ہے راحت تری آرام ترا ہے

رباعی

فدوی ہوں نمکخوار ہوں دعوی یہ آپ ہیں

دنیا سے مری پیا تو عقبیٰ سے آپ ہیں

شہ کا ہیں بیخواہ ہوں ہر دم شاد

مطلب سب کی پاوی او تمنا سب ہیں

رباعیات در سپاسِ عطاے خلعت

جواہر از پیشگاہِ حضرت خداوندِ نعمت

پیر و مرشد جہان پناہ ظلِ سبحانی

خلیفۃ الرحمانی اعلیحضرت قدر قدرت

فلک شوکت حضور پر نور بندگانِ عالی متعالی

مدظلہم العالی خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

فدوی کو جو سرکار نے خلعت بخشا
سرمایۂ افتخار و عزت بخشا
حق یہ ہے کہ ارمان و تمنا سے سوا
تو نے مجھے اک آیۂ رحمت بخشا

رباعی

دی شہ نے گھڑی اور جیرا تو توڑا
ندوی سے لیے جو نہیں یہ چھوڑا
حق بین میرا اب سے گھڑی گھڑی پر
دشمن کیلیے اسکا ہے توڑا گوڑا

رباعی

مجھکو نہیں قارون کی طرح دولت کا
حشمت کا نہ اسباب نہ کچھ شوکت کا
آغوش میں آصف کے ہے پالا عزت
خواہاں ہوں حضور سے فقط عزت کا

رباعی
خواہاں نہیں جاہ و حشم و خلعت کا
غرا نہیں اپنے منصب و خدمت کا
آئین شرافت کا تقاضا یہ ہے
احساس دلا طلبگار بیرون عزت کا

رباعی

سرکار نے بہ نعمت پارچہ کا خلعت
فدوی کو عطا کیا ہے جب پائی عزت
جب تک کہ قیام ہے زمین افلاک کو ہے
یارب رہے سرکار پہ تیری رحمت

رباعی

رنگینیٔ بیان اور تشبیہیں ملی
دولت ملی عزت ملی اور توقیریں ملی
کس منہ سے کروں شکر ادا عطا تیری کا
حق یہ ہے کہ اعزاز کی جاگیریں ملی

رباعی

رباعیات در سپاس عطائے تصاویر
صاحبزادگان بلند اقبال از پیشگاہ
حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد جہان پناہ
ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلحضرت قدر قدرت
فلک شوکت حضور پر نور بندگان عالی متعالی
مد ظلہم العالی خلد اللہ ملکہ

رباعی

تصویریں عنایت جو ہوئیں ہیں یہ چار
یہ لطف و عنایات کے ہیں سب آثار
سایہ رہے چار یار کا حضرت پہ
اے یکجا سلسلہ سلامت رہیں یہ سرکار

رباعی

تصویریں عنایت ہوئیں شہزادوں کی
عزت بڑی عظمت بڑی توقیر بڑی
اس مرحمتِ شاہ گرامی کا کیا شکر کروں
صدقے ہیں ہزار جان سے شہزادوں پر

رباعیات در سپاسِ عطائے انبہ پیشگاہ

حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد جہان پناہ

ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلحضرت

قدر قدرت فلک شوکت حضور

پرنور بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی

خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

ممکن نہیں ان آنکھوں کا ہو وصف ادا

لب بند ہیں لذت سے کہوں ثنا ان کی کیا

خوش رنگ ہیں خوش وضع ہیں خوب ہیں واقعی ہیں

ہے آئینہ یا خاص طرح کا ساغر

رباعی

فدوی کو عنایت جو کی سرکار شاہ زمن

ہر دم ہے تجلی خانۂ مقصود کا جب

اسلیے فزوں کتنی ہو استاد زبان

یارب ہے سرکار یہیں تشریف کا جام

رباعی
یہ سنجرؔ ہوا آج سے حضرت کا غلام
ہے شکر یہی زبان پہ یا اکرام انعام
یقین ہے کہ دل پہ چھا ہی کہتا ہے
ہے نخل عقیدت کا ثمر ایک آم

رباعی

بندے کو عنایت ہو یہ گوشۂ آرام
اے خاصِ حق اعوانِ زمین سے پیچھا کام

آصف کا جبیں پہ تیشہ سنجر سے
سرکار نے ایسا کو کیا شیریں کام

رباعی

فدوی پہ عنایت کی نظر ہے واللہ

ہر لحظہ و ہر ساعت و ہر شام و پگاہ

احسون کا کرون تشکر ادا کس منہ سے

پھولین پھلین اے شہ آصفجاہ

رباعی

نیرنگ کی دیکھائی اداے ناز و نگاہ

ہر دم ترا لطف ہے یا اللہ

جس طرح سے تجھ سے پایا لا تھا

ایسے ہی رہے سدا آصفجاہ

رباعیات در سپاسِ عطاے ٹرائفلس
(کہونے)

از پیشگاہِ حضرت خداوندِ نعمت پیر و مرشد

جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی

اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت

حضورِ پرنور بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی

خلد اللہ ملکہ

رباعی

بچون کو کھلونے جو ہوئے تھے عطا

خوش ایسے ہوئے کہ گنج دولت آیا

سب کھیلتے ہیں اور دعا دیتے ہیں

اللہ سلامت رہیں شاہ والا

رباعی

کس منہ سے تو تشبیہ کرے مہر شاہ ادا
ہر ایک بن ہوے … مشتری و ادا
تیغ زن او نکو اللہ نواز ہے حبیب
تیغ سے سر پیچ کو سر افراز کیا

رباعی

رباعی

جب طرح کی کھاؤنون کی عطا ہووے

زینت ہووی کی چون گھر وندون کیلئے

یون ہی نظر لطف و کرم سے شتابہ

عزت پیہین اور بسیں گھر آہن

رباعی
کیا پشتک کے کھلونون کا رتبہ ہے
خوش ہین یہ کہ خضر سے عنایت ہی ہو
جب طرح گھروندون کی ایوان زینت
پھر کسے ایسے ہی ایسین گھر آئے

رباعی

جتنے کہ حضور سے زمیں گھر میں دیکھو

محبوب بسا آئیں پہ اپنے سب کے

اب پیروی ان کی شاد ہر شاد کو کہہ

کھل جائیں خدا کرے سے عقدے

رباعیات در سپاس عطائے اسٹیشنری

از پیشگاہِ حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد

جہان پناہ ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلیٰحضرت

قدر قدرت فلک شوکت حضورِ پر نور

بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی

خلد اللہ ملکہٗ

رباعی
اسسٹنٹی تب سے ہوئی مجھ کو عطا
جب ہم امرا کمال پہ ہو فضل خدا
مقصود حضور کا یہی ہے اے شاہ
پھر مجھ کو قلمدان وزارت کا ملا

رباعی

کس درجہ عنایت ہے شہ والا کی

ایشری پاپی ہیچ کو عزت بخشی

الطاف شہی کا نہ احاطہ ہو سکا

کیا بات ہے تا عمر آئینہ فرسودی

رباعی

اسٹیشنری کی دوکان ہے یا جنت نگاہ
ہیں جس سے نمایاں ہر نئی فن کا سامان
چیزیں ہیں یہاں رنگا رنگ کی آنکھ کی
کیا حسن سلیقہ سے سجا ہے واہ واہ

رباعی

اسٹینری سے ہوا فدوی ممتاز
سامان چھپائی کا ہے سرمایۂ ناز
کرتا ہے یہ ہر وقت دعا کرتا ہے
ہو شاہ کا اقبال فزوں عمر دراز

رباعی

ہر ادنیٰ پہ ہے تیری عنایت پیہم

ہر وقت رہے مجھ پہ عنایت کی نظر

عزت کا طلبگار ہوں عزت دے پیا

عزت سے کہ شاہ محمد اے داور

رباعی

اے جاہ و حشم کسی نہیں ہوا ہستی واللہ

دولت کی کبھی پروا نہیں حق ہے آگاہ

لیکن ہوں جو ہیں قرضدار اسکی سب خلق

دلی کی ہے بات اتنا دل گر چاہے شاہ

رباعی

دینداریوں اسواسطے ہی دین کا بار

عادت سے نہیں پانگوں آگ تو پائیں ہمہ کار

تکیہ سے توکل پہ خدا سے ہی امید

ہوجاتا ہے تیگا سب اوا جو چاہے سرکار